The Reality of Human

حقیقتِ انسان

ایک ایسی کتاب جو آپ کو خود سے ملوائے گی۔

by Ali Saeed

Note:

یہ کتاب اُن لوگوں کے لیے ہے جو خود کو ہمیشہ ایک طالبِ
علم سمجھتے ہیں،
،جو سیکھنے کی جستجو رکھتے ہیں
اور جو زندگی کے آخری لمحے تک علم کی روشنی میں آگے
بڑھنا چاہتے ہیں۔
اگر آپ بھی ان میں سے ہیں، تو یہ کتاب آپ کے لیے ہے۔
،یہ سوالات اُٹھاتی ہے، غور و فکر کی دعوت دیتی ہے
سوچ کے نئے دروازے کھولتی ہے اور حقیقت کو سمجھنے
میں مدد دیتی ہے۔
لیکن اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ سب کچھ جان
،چکے ہیں
،کہ اب مزید کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں
تو شاید یہ کتاب آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند نہ ہو۔
،علم ہمیشہ عاجزی اور جستجو کا طلبگار ہوتا ہے
،اور جو سیکھنے کے دروازے کھلے رکھتے ہیں
وہی روشنی کی طرف بڑھتے ہیں۔
،اگر آپ بھی سچائی کو تلاش کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں
تو آئیے، یہ سفر آپ کے لیے ہے۔

📌 کتاب کی جھلکیاں

📢 یہ کتاب آپ کو کیا دے گی؟

اپنی ذات اور حقیقت کو سمجھنے کا موقع ✓ Chapter 1

لگورتھمِ الٰہی زندگی، دعا اور قسمت کا سائنسی راز ✓ Chapter 2

زندگی کے وہ اصول جو آپ کو بہتر انسان بنا سکتے ہیں ✓ Chapter 3

/سوچنے کا ایک نیا زاویہ، جو آپ کی دنیا بدل سکتا ہے ✓ Chapter 4

/یہ کتاب محض الفاظ نہیں، بلکہ ایک سفر ہے - اپنی حقیقت کی تلاش کا سفر 📖

Chapter 1

پہلا قدم :خود کو پہچاننا

میں کون ہوں؟

یہ سب سے اہم سوال ہے جسے ہر شخص کو خود سے پوچھنا چاہیے –

لیکن زیادہ تر لوگ اپنی زندگی گزار دیتے ہیں بغیر اس کا جواب تلاش کیے

ہم دنیا میں آتے ہیں، زندگی کے مسائل میں الجھ جاتے ہیں، روزمرہ کی مصروفیات میں کھو جاتے ہیں، اور ایک دن دنیا سے چلے جاتے ہیں

(سورة المؤمنون 23:115)

میں یہاں اس آیت کا ترجمہ نہیں لکھ رہا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ خود اس کی تلاش کریں اور اس کے معانی پر غور کریں۔ جب انسان خود تحقیق کرتا ہے، تو علم کا اثر دل و دماغ پر گہرا ہوتا ہے، اور وہ بات زیادہ دیر تک یاد رہتی ہے۔ لہٰذا، اس آیت کو خود قرآن میں تلاش کریں، اس کے تفسیری معانی پر غور کریں، اور پھر دیکھیں کہ یہ آپ کی زندگی پر کیسے لاگو ہوتی ہے۔

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہم محض دنیا میں وقت گزارنے کے لیے پیدا نہیں کیے گئے، بلکہ ہمارا ایک خاص مقصد ہے۔

کہانی، جو ہماری اپنی زندگی کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے

چلیے، ایک کہانی سنتے ہیں جو ہمیں سمجھنے میں آسانی دے گی۔ تھوڑا دھیان سے سنیے گا اور مناظر کو سمجھنے کی کوشش کیجیے گا۔

ایک خلا نورد کی کہانی

An astronaut

یہ کہانی ایک خلا نورد کی ہے، لیکن حقیقت میں یہ ہم سب کی کہانی ہے۔

سفر کا آغاز

ایک آدمی کو ایک منفرد نوکری دی جاتی ہے۔ اسے ایک پیغام دیا جاتا ہے

تمہیں ایک نئے سیارے پر بھیجا جا رہا ہے۔ تمہیں ایک اسپیس شپ دی جائے گی، اور"

تمہاری ذمہ داری ہے کہ وہاں جا کر صفائی کرو، ماحول کو بہتر بناؤ، اور

اسپیس شپ کو بھی درست رکھو۔ لیکن یاد رکھو، اس میں کچھ سخت پابندیاں ہوں گی۔ تم

اسپیس شپ سے باہر نہیں جا سکتے، کیونکہ وہ سیارہ مکمل طور پر برقی توانائی سے بھرا ہوا

،ہے

(Electrical Energy)

اور اگر تم باہر نکلے تو تم اس توانائی کا شکار ہو جاؤ گے۔ مزید ہدایات

وقت کے ساتھ ساتھ ملتی رہیں گی۔"

وہ شخص تیار ہو جاتا ہے، اسپیس شپ میں بیٹھتا ہے اور روانہ ہو جاتا ہے۔

لیکن جیسے ہی وہ سیارے پر پہنچتا ہے اور لینڈنگ کرتا ہے، اچانک بے ہوش ہو جاتا ہے۔

حقیقت کی آنکھ کھلتی ہے

جب اسے ہوش آتا ہے تو وہ حیران رہ جاتا ہے۔ جس اسپیس شپ کو صفائی اور بہتری کے لیے بھیجا گیا تھا، وہ خود اس برقی توانائی میں جکڑ چکی تھی اور ماحول میں مزید گندگی پھیلا رہی تھی۔

اس کے ارد گرد بے شمار اور اسپیس شپس موجود تھیں، اور وہ سب یہی کچھ کر رہی تھیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ اس کی اسپیس شپ خود کو ان باقی اسپیس شپس کے ساتھ موازنہ کر رہی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ جو اسپیس شپ جتنا زیادہ بگاڑ پیدا کر رہی ہے، اسے اتنا ہی طاقتور سمجھا جا رہا ہے

یہ دیکھ کر اس کی اپنی اسپیس شپ بھی خوش ہو جاتی ہے اور وہ بھی ویسا ہی کرنے لگتی

ہے۔ وہ آدمی بے بسی سے دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ وہ نہ تو اسپیس

شپ کو روک سکتا ہے، نہ اسے کنٹرول کر سکتا ہے، اور نہ ہی باہر نکل سکتا ہے

اب وہ ایک ایسی جگہ پر ہے جہاں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اس کے اختیار میں نہیں۔

یہ کہانی درحقیقت ہماری اپنی زندگی کی عکاسی کرتی ہے۔

ہمیں اس دنیا میں ایک مقصد کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ ہمیں یہاں اپنے اعمال کو سنوارنے اور دنیا میں بہتری لانے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ لیکن جب ہم یہاں آتے ہیں، تو اس دنیا کی طاقتیں ہمیں اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں۔

جس طرح برقی توانائی نے اسپیس شپ پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا کیونکہ وہ خود برقی آلات سے بنی تھی ویسے ہی یہ زمین بھی انسان پر قابض ہو چکی ہے، کیونکہ انسان خود اسی مٹی سے بنا ہے۔

(سورة المؤمنون :12)

جیسے ہی ہم اس دنیا میں آتے ہیں، ہمارا ذہن غفلت میں چلا جاتا ہے، جیسے وہ خلا نورد بے ہوش ہو گیا تھا۔

ہم وہی کرنے لگتے ہیں جو باقی لوگ کر رہے ہیں۔ دنیا کی برقی توانائی)یعنی اس کے مادی وسائل، شہرت، دولت، خواہشات (ہمیں اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو

شخص جتنا زیادہ دولت اکٹھی کر رہا ہے، جتنا زیادہ شہرت پا رہا ہے ، اسے اتنا ہی کامیاب سمجھا جا رہا ہے۔

ہماری "اسپیس شپ یعنی ہمارا نفس بھی یہی کچھ دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے اور وہی راستہ اپنانے لگتا ہے۔ ہم دوسروں کی نقل کرتے ہیں، مقابلہ کرتے ہیں، اور بھول جاتے ہیں کہ ہمارا اصل مشن کچھ اور تھا۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں

(سورة العنکبوت :64)

یہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل اور تماشہ ہے، اور حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، اگر وہ" سمجھنے والے (سمجھ جائیں۔

کیا ہم اپنی اسپیس شپ کو کنٹرول کر سکتے ہیں؟

یہ وہ سوال ہے جو ہر انسان کو خود سے پوچھنا چاہیے۔

ہم اپنی اسپیس شپ کو تبھی کنٹرول کر سکتے ہیں جب ہمیں احساس ہو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ہمیں شعور تب آئے گا جب ہم اپنے آپ کو پہچانیں گے، اپنے نفس کا مشاہدہ کریں گے، اور یہ تسلیم کریں گے کہ ہم خودکار نظام میں بہہ رہے ہیں۔

یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب کوئی انسان جاگتا ہے۔ جب وہ اپنے اصل مقصد کی طرف پلٹتا ہے اور دنیا کے بنائے ہوئے اصولوں سے ہٹ کر اللہ کے دیے ہوئے اصولوں کو اپناتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے، اور نادان وہ ہے جو اپنی خواہشات کے پیچھے چلتا ہے اور اللہ سے بغیر اعمال کے امیدیں لگائے رکھتا ہے۔ (ترمذی

محاسبہ آنکھیں کھولتا ہے، لیکن صحیح راستے پر چلنے کے لیے **ہدایت** ضروری ہے، اور وہ ہدایت ہمیں **اللہ کی کتاب، قرآنِ پاک** سے ہی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

(سورۃ الإسراء :9)

بے شک یہ قرآن اُس راستے کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔"

ہدایت کا مسلسل آنا اور قرآن کی آسانی

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دینے کا ایک مسلسل نظام قائم رکھا ہے۔ مختلف انبیاء کے ذریعے وحی بھیجی گئی، اور آخر میں قرآن پاک کی صورت میں مکمل رہنمائی ہمیں عطا کی گئی۔

لیکن اللہ نے ہمارے لیے ایک اور آسانی بھی پیدا کر دی—قرآن نہ صرف ہمیں دیا گیا، بلکہ اسے ہر زبان میں ترجمے کے ساتھ عام کر دیا گیا تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ **"مجھے علم تک رسائی نہیں ملی۔**

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں

(القمَر :17)

"اور ہم نے یقیناً قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا، تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟"

۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں یا نہیں۔

سمجھنا تو بہت آسان بات ہے، لیکن اگر یہ اتنا ہی آسان ہوتا تو سب **سیدھے راستے پر آ چکے ہوتے۔**

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہر آیت جو آپ سنتے ہیں، اس کی ایک روح ہوتی ہے، لیکن وہ روح آپ تک نہیں پہنچ پاتی۔

اس کے راستے میں کچھ رکاوٹیں ہوتی ہیں، جو ہدایت کے نور کو دل میں اترنے سے روکتی ہیں۔

اور ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے اللہ کا رحم ضروری ہے۔

اگر اللہ کا رحم شامل حال نہ ہو، تو آیات صرف الفاظ بن کر رہ جاتی ہیں، ان کی حقیقت اور تاثیر دل میں اترتی ہی نہیں۔

لوگوں پر رحم کرو، اللہ تمہارے لیے ہدایت کا راستہ آسان کر دے گا۔

یہ دنیا ایک عظیم امتحان گاہ ہے، جہاں ہر شخص اپنی "اسپیس شپ "میں بیٹھا ایک طویل سفر پر ہے۔ کچھ لوگوں کی اسپیس شپ قابو میں ہے، اور وہ درست سمت میں جا رہے ہیں، جبکہ کچھ کی اسپیس شپ خودکار نظام میں بہہ رہی ہے، گندگی پھیلا رہی ہے اور راستہ بھٹک رہی ہے۔ لیکن ایک چیز ایسی ہے جو اس بھٹکی ہوئی اسپیس شپ کو واپس قابو میں لا سکتی ہے—اور وہ ہے **رحمت۔**

اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے دروازے کو ایک مخصوص چابی سے کھلنے والا بنایا ہے، اور وہ چابی **رحمت** ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اللہ اس کے دل میں روشنی ڈالے، اسے صراطِ مستقیم پر گامزن کرے، تو اسے اپنی زندگی میں **رحمت** کا عنصر شامل کرنا ہوگا۔

یہ عمل تین مراحل میں آتا ہے

1

معافی—دل کا زنگ اتارنا :

انسان کے دل پر سب سے بڑا بوجھ **کینہ اور بغض** ہوتا ہے۔ اگر کسی کا دل دوسروں کی غلطیوں اور اپنی ماضی کی کوتاہیوں سے بوجھل ہے، تو وہ کبھی سکون نہیں پا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ **ہدایت کا پہلا دروازہ** معافی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں

(النور :22)

اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے؟
اور اللہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے

ایک عملی مثال لیجیے

آپ کسی سے ناراض ہیں، اور وہ شخص آپ سے معافی بھی نہیں مانگ رہا۔ آپ سوچ رہے ہیں کہ جب وہ آئے گا تب ہی معاف کروں گا۔ لیکن یہاں مسئلہ یہ ہے کہ جب تک آپ نے معاف نہیں کیا، آپ کا دل زنگ آلود رہے گا۔ اللہ کی رحمت اور ہدایت روشنی کی مانند ہے، لیکن زنگ آلود شیشہ روشنی کو منعکس نہیں ہونے دیتا۔ سب سے پہلے یہ زنگ اتارو، یعنی معاف کرو**!**

اگر آپ معاف نہیں کرتے، تو آپ کا دل صاف نہیں ہوگا، اور اگر دل صاف نہیں ہوگا، تو اللہ کی رحمت اور ہدایت کو قبول کرنے کی صلاحیت کھو دے گا۔ یہ دراصل ایک چین سسٹم ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مسند احمد :7001)

رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا، معاف کرو، اللہ تمہیں معاف کرے گا"

یہی دراصل وہ **"چین سسٹم"** ہے، یعنی **تم جیسا کرو گے، ویسا پاؤ گے۔**
اگر تم کسی کے لیے آسانی پیدا کرو گے، تو اللہ تمہارے لیے آسانی پیدا کرے گا۔

اگر تم معاف کرو گے، تو اللہ تمہیں معاف کرے گا۔
اگر تم دل کو صاف رکھو گے، تو اللہ کی رحمت تم پر نازل ہوگی۔

یہ ایک مسلسل عمل ہے، جس میں ہر چیز کا ردعمل ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم کس ردعمل کو **اپنے حق میں** کرنا چاہتے ہیں؟

2

لوگوں کے دل جیتنا—اللہ کی مدد کو متوجہ کرنا :

معافی کے بعد اگلا مرحلہ **لوگوں کے دل جیتنا** ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے سخت ترین دشمنوں کو بھی معاف کیا اور اپنے حسن اخلاق سے ان کے دل جیتے۔ اسی لیے اللہ نے آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

(آل عمران :159)

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم ہو گئے، اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے

یہ ماننا ضروری ہے کہ **لوگوں کے دل جیتنا آسان نہیں.** یہ ایک مسلسل محنت کا کام ہے، لیکن اگر اسے صحیح طریقے سے کیا جائے تو یہ زندگی کا سب سے قیمتی ہنر بن سکتا ہے

،بہت سے لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ "لوگ ہماری قدر نہیں کرتے "یا "ہم جتنا بھی اچھا کریں لوگ ویسا رویہ نہیں اپناتے۔ "لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم دل جیتنے سے زیادہ اس پر فوکس رکھتے ہیں کہ دوسرے لوگ ہمارا دل جیتیں۔

حالانکہ یہ وہ چیز ہے جو آزمائش میں آتی ہے، نہ کہ ردِعمل میں۔

یعنی ہمارا کام خلوص اور اچھائی کا مظاہرہ کرنا ہے، نہ کہ بدلے میں کچھ پانے کی توقع رکھنا۔

راستہ کہاں سے شروع کریں؟

ایک زبردست طریقہ

سب سے پہلے اُن لوگوں کو پہچانیں، جن سے آپ کو محبت ہے

یہ آپ کے والدین، بہن بھائی، بیوی، بچے، قریبی دوست یا کوئی بھی ہو سکتا ہے جس سے آپ کو دلی لگاؤ ہو۔
سب سے پہلے انہی کے دل جیتنا شروع کریں۔

عملی طریقہ :لوگوں کے دل جیتنے کا فن

سب سے پہلا قدم چہرے پر مسکراہٹ رکھنا اور نرم لہجہ اپنانا ہے۔

لوگ صرف وہی بات نہیں سنتے جو آپ کہتے ہیں، بلکہ وہ آپ کے رویے کو بھی محسوس کرتے ہیں۔
جب آپ واقعی کسی کے مسائل کو سمجھتے ہیں، تو وہ خودبخود آپ کے قریب آتا ہے۔

کسی کو وقت دینا، کسی کی مدد کرنا، یا بس اچھے الفاظ کہنا بھی کسی کا دل جیتنے کا ذریعہ

بن سکتا ہے۔

دل جیتنے کا سب سے بڑا اصول وعدے کی پابندی ہے۔

جب آپ کہتے ہیں کہ آپ کسی کے لیے کچھ کریں گے، تو اسے ضرور پورا کریں۔

یہی وہ چیز ہے جو لوگوں کے دلوں میں اعتماد اور محبت پیدا کرتی ہے

اب اپنے آپ سے عہد کریں کہ آپ اس فہرست کو بڑھائیں گے

یعنی جب آپ کسی ایک کا دل جیت لیں، تو اگلا شخص شامل کریں، پھر اگلا، اور پھر اگلا

یہاں تک کہ یہ آپ کی عادت بن جائے۔

یہاں اصل نکتہ یہ ہے کہ یہ کوئی ایک دن کا کام نہیں، بلکہ ایک مسلسل عمل ہے جو آہستہ

آہستہ آپ کی زندگی کا حصہ بنتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صحیح بخاری 6465

اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو مسلسل ہو، چاہے وہ کم ہی کیوں

نہ ہو۔

3

رحم کرنا—اللہ کی رحمت کو اپنی طرف کھینچنا :

اب آخری اور سب سے اہم نکتہ آتا ہے—**رحم کرنا**.

اللہ کی رحمت ایک مخصوص قانون کے تحت چلتی ہے۔ یہ کسی خاص گروہ یا فرد کے لیے مخصوص نہیں، بلکہ **یہ ہمیشہ اس طرف جاتی ہے جو خود رحم دل ہو**

یہاں ایک بہت گہری حقیقت ہے

جو شخص رحم کرتا ہے، اللہ اس کے معاملات کو آسان کر دیتا ہے۔

یہی وہ راز ہے جو زیادہ تر لوگ نہیں سمجھتے۔

مثال کے طور پر:

اگر آپ کی اسپیس شپ قابو میں نہیں، تو آپ دوسروں کی اسپیس شپ کو درست کرنے میں مدد کریں۔ ✅

اگر آپ خود کو الجھا ہوا محسوس کر رہے ہیں، تو کسی اور کی مشکل کو حل کریں۔ ✅

اگر آپ کو لگتا ہے کہ اللہ کی ہدایت آپ پر نہیں آ رہی، تو دوسروں کے لیے دعا کریں۔ ✅

یہ ایک آزمودہ راز ہے—جب آپ دوسروں کے لیے نرمی اور محبت پیدا کرتے ہیں، تو اللہ آپ کے لیے ہدایت اور روشنی پیدا کر دیتا ہے۔

لیکن یہاں ایک بہت گہری حقیقت ہے جو ہمیں سمجھنی ہوگی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو بڑی قوتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے

- ایک وہ جو اسے اللہ کی طرف لے کر جاتی ہے _**روح**
- اور دوسری وہ جو دنیاوی خواہشات میں الجھا دیتی ہے -**نفس**
- اگر ہم اپنے آپ کو نفس سمجھیں گے، تو ہماری اسپیس شپ کبھی قابو میں نہیں آئے گی۔

ہم **گمراہی کی طرف بہہ جائیں گے۔**

- لیکن اگر ہم **اپنے آپ کو روح سمجھیں گے**، تو ہم پہچاننے لگیں گے کہ:

✔ کون سی سوچ ہماری اصل پہچان ہے؟

✔ کون سی سوچ شیطان کا وسوسہ ہے؟

✔ اور کون سی محض ناپاک خواہش ہے؟

ایک سادہ اصول ہے:

"آپ وہی ہیں جو آپ کا علم ہے"

اس کا مطلب یہ ہے کہ:

اگر آپ کے پاس کوئی سوچ آتی ہے، اور وہ آپ کے علم، قرآن، اور حکمت کے مطابق ہے، تو وہ آپ کی روح کی آواز ہے۔

اس پر عمل کریں!

اگر کوئی سوچ ایسی ہے جو علم میں نہیں، یا جو صرف خواہشات پر مبنی ہے، تو وہ نفس ہے۔

اسے نظر انداز کریں!

یہ ایک "**شٹ اپ کال** "ہے جو آپ کو اپنے آپ کو دینی ہوگی!

"اے ایمان والو !شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ شیطان تمہیں فقر ,غربت سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، جبکہ اللہ تم سے اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔"

،یہ شیطان کا کھیل ہوتا ہے کہ وہ نفس کی آواز کو "**آپ کی اپنی سوچ** "بنا کر پیش کرتا ہے

حالانکہ وہ محض ایک فریب ہوتا ہے

:اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے

اپنی **سوچ** کو علم کے مطابق چنیں، یا وسوسوں کے دھوکے میں آ جائیں۔

!یہ وقت ہے جاگنے کا، پہچاننے کا، اور صحیح راستے پر چلنے کا

اپنے خیالات کو پرکھیں—کیا یہ ہدایت کی طرف لے جا رہے ہیں یا وسوسوں میں الجھا رہے

:اللہ فرماتے ہیں

الشمس :9-10

بے شک وہی کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا، اور وہ ناکام ہوا جس نے اسے آلودہ کر لیا۔

پہلا حصہ مکمل ہوا

اب دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے

اللہ کا الگورتھم